مسلم فاضلین اور معاشی میدان

ایچ عبدالرقیب

دینی مدارس سے فارغ ہونے والے نوجوان علما، معاشرے کی معاشی تبدیلی اور بہتری کے لیے کن نئے میدانوں میں اپنی خدمات پیش کر سکتے ہیں؟ ایک ایسا سوال ہے، جس پر سنجیدگی کے ساتھ غوروفکر کر کے ایک مفید اور مثبت و مؤثر لائحہ عمل پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

عموماً دیکھا یہ جاتا ہے کہ مدارس سے عالمیت اور فضیلت کے بعد یہ نوجوان مسجد و منبر سے اپنے آپ کو وابستہ کرتے ہیں۔ کچھ آگے بڑھ کر مکتب اور مدرسہ قائم کر کے کام آگے بڑھاتے ہیں، جس کی وجہ سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی گونج ہماری سوسائٹی میں سنائی دیتی ہے۔ ان میں سے چند افتاء کا کورس کر کے فتاویٰ کے مسند پر بیٹھتے ہیں۔ مفتی اور قاضی بن کر وراثت اور وصیت کے مسائل، نکاح و طلاق اور فسخ کے معاملات میں اُمت کی رہنمائی کرتے ہیں۔ بعض فاضلین مترجم کی حیثیت سے غیرملکی سفارت خانوں میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ پھر کچھ افراد کالج اور یونی ورسٹی میں عربی اور اُردو کے شعبہ جات میں داخلہ لے کر اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے کالجوں میں لیکچرر مقرر ہو جاتے ہیں۔

زیرنظر مضمون میں، فارغین مدارس کو اپنی صلاحیتوں کو بھرپور انداز سے استعمال کر کے اور شریعت اسلامی کے دائرے میں رہتے ہوئے معاشرے میں مفید اور مؤثر خدمات ادا کرنے کی جانب متوجہ کیا جا رہا ہے۔

پہلی بات تو یہ بڑی واضح ہے کہ اسلام کی پانچ بنیادوں میں سے چار، یعنی کلمۂ شہادت، نماز، روزہ اور حج پر برصغیر پاک و ہند کے علما کی توجہ الحمدللہ موجود ہے۔ کلمہ طیبہ کی تعلیم پر بھی توجہ

ہے۔ نماز کی اقامت اور اس کی ادائیگی کا اہتمام ہو رہا ہے۔ پھر نوافل سے رغبت اور شوق کو پروان چڑھایا جا رہا ہے۔ رمضان کے روزے رکھنے کی بھی برحق ترغیب دی جاتی ہے۔ مالی عبادات میں حج کا شوق کافی بڑھا ہوا ہے اور عمرے کا بھی بڑا اہتمام ہو رہا ہے۔ لیکن زکوٰۃ، جو اسلام کی بنیادوں میں سے تیسرا اہم جز ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کے مال داروں کے مال کی بدولت حکومت اور معاشرے کے ذمہ داروں کے ذریعے فقرا و مساکین کے حقوق کی ضمانت دی ہے۔ اس کی طرف علما اور خاص طور پر فارغین مدارس کو خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

دورِ نبویؐ میں زکوٰۃ کی وصولی کے لیے چار شعبوں پر مشتمل باقاعدہ نظم قائم کیا گیا:

- عمال الصدقات یا عاملین صدقات، یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والے افسران
- کاتبین صدقات، یعنی حساب کتاب کے انچارج
- خارصین، یعنی باغات میں پھلوں کی پیداوار کا تخمینہ لگانے والے
- عمال علی الحمٰی، یعنی مویشیوں کی چراگاہ سے محصول وصول کرنے والے۔

عاملین صدقات کے لیے رسولؐ اللہ نے اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، جن میں امانت و دیانت، احساسِ ذمہ داری اور اعلیٰ درجے کی صلاحیتیں ہوتی تھیں، ان کا انتخاب فرما کر مختلف قبیلوں کی طرف بھیجا۔ جن میں حضرت عمرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت عدیؓ بن حاتم اور حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح شامل تھے۔

مالی نظام کا باقاعدہ حساب کا شعبہ حضرت زبیر بن عوامؓ کے سپرد تھا۔ ان کی غیر موجودگی میں حضرت جہیم بن صلتؓ اور حضرت حذیفہؓ بن الیمان صدقات کی آمدنی کے حساب کتاب کے ذمہ دار تھے۔ عہد نبویؐ میں خارصین (Estimators) پیداوار کا تخمینہ لگانے والے اصحاب بھی موجود تھے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہر خراص تھے اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا شمار بھی انھی میں سے ہوتا تھا۔ اسی طرح مویشیوں کی چراگاہوں سے وصول یابی کے لیے بھی عمال مقرر تھے جن میں حضرت سعد بن وقاصؓ، حضرت بلال بن حارثؓ، حضرت ابورافعؓ اور حضرت ذرؓ بن ابی ذر مشہور ہیں۔

دوسرے خلیفۂ راشد حضرت عمر بن الخطابؓ کے دور میں بھی اجتماعی نظم زکوٰۃ کی تفصیلات موجود ہیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں جب صدقہ و زکوٰۃ کی رقم لینے والا کوئی نہ تھا تو آپ نے

فرمان جاری کیا کہ اس رقم سے غلاموں کو خرید کر آزاد کرو، شاہراہوں پر مسافروں کے لیے آرام گاہیں تعمیر کرو، اور ان نوجوانوں مرد و عورتوں کی مالی امداد کرو، جن کا نکاح نہیں ہوا۔

آج خود ہمارے ملکوں کے چند شہروں میں زکوٰۃ کا اجتماعی نظام چھوٹے بڑے پیمانے پر متحرک ہے۔ اس کے لیے بعض جگہوں پر باقاعدہ 'سماجی معاشی سروے' کرایا جاتا ہے جس کی بنیاد پر مختلف طبقات میں زکوٰۃ کی رقم تقسیم ہوتی ہے۔ جن لوگوں نے یہ ریکارڈ مرتب کرنے کا اہتمام کیا ہے، ان کی پیش کردہ تفصیلات کے ذریعے یہ بات واضح ہوسکتی ہے کہ صرف زکوٰۃ کے نظام کو سلیقے سے قائم کرنے کے نتیجے میں کتنے نئے شعبے علم کے حصول اور کام کے ذرائع ہمارے سامنے کھل سکتے ہیں۔ اکاؤنٹ، کامرس اور آڈیٹنگ، سروے اور ضروریات کی صحیح معلومات کے لیے شماریات (Statistics)، وصولیاتی فن اور طریقوں کے لیے تعلقاتِ عامہ اور علم نفسیات، غربت اور پسماندگی کی معلومات کے لیے عمرانیات، ابن سبیل (مسافروں) کے لیے آرام گاہوں کی تعمیر وغیرہ پر توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

انتہائی غربت، بھوک اور فاقے کے خاتمے کے لیے ۲۰۰۰ء میں اقوام متحدہ نے دُنیا بھر کے حکمرانوں کے ساتھ مل کر ایک اعلامیہ Millenium Development Goals [MDG: ہزاریہ ترقی کا منصوبہ] کے نام سے پندرہ سالہ ایک عالمی منصوبہ بنایا تھا۔ پھر ۲۰۱۵ء میں آیندہ پندرہ برسوں کے لیے Sustainable Development Goals [SDG: پایدار ترقی کے اہداف] تیار کیا، جس میں غربت کا خاتمہ، صحت، تعلیم، صاف پینے کے پانی کی فراہمی، صحت و صفائی، ماحولیات کی حفاظت وغیرہ شامل ہے۔ زکوٰۃ کے نظام کے قیام کو بھی اس مذکورہ پروگرام (SDG) سے جوڑا ہے (دیکھیے: عالمی ترجمان القرآن، ستمبر ۲۰۱۹ء)۔ اب، جب کہ دُنیا نے زکوٰۃ کے نظام کو گلوبل منصوبے کے طور پر تسلیم کیا ہے اور اس کی افادیت کو مانا ہے، تو بین الاقوامی جبر اور پابندیوں کے باوجود ملت اسلامیہ برصغیر پاک و ہند اور خاص طور پر علمائے کرام اور فارغین مدارس پر فرض ہے کہ وہ نماز، روزہ اور حج کے اہتمام کی طرح زکوٰۃ کے اجتماعی نظم و انصرام کے لیے علوم و فنون کے ان میدانوں کو اپنے کیریئر کا حصّہ بنائیں، جس سے دین کے گم کردہ اور کم توجہ فرض کی طرف لوگ متوجہ ہوں اور مقاصدِ شریعت کے حصول کا باعث بنیں۔ اس سے اُمید ہے کہ دُنیا میں غربت اور

فاقے میں کمی ہوگی اور خوش حالی میں اضافہ ہوگا اور آخرت میں رضائے الٰہی کا باعث بھی۔

● **تجارت اور انٹرپرینورشپ:** علما و فاضلین مدارس کے لیے معاشی ترقی کا ایک اہم ترین ذریعہ تجارت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو جائز رزق عطا فرمایا ہے اس کے دس میں سے نو حصے تجارت کے ذریعے عطا فرمائے ہیں، تِسْعَةُ أَعْشَارِ الرِّزْقِ فِي التِّجَارَةِ (کنزل العمال، الفصل الثالث: فی انواع الکسب، حدیث: ۹۳۴۲)۔ تجارت میں محض روایتی تجارت، یعنی سادہ کاروبار ہی شامل نہیں ہے، بلکہ ہر وہ سرگرمی شامل ہے، جس میں انسان اپنی ذاتی محنت سے روزی حاصل کرتا ہے۔ اس میں صنعت بھی شامل ہے، دستکاری بھی اور وہ تمام معاملات شامل ہیں جو انسان شوق اور جذبے سے کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے سیّدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا سامان لے کر تجارتی سفر کیا اور ایک مثالی تاجر کی حیثیت سے مکّی معاشرے میں مقام حاصل کیا تھا۔ ہجرت کے بعد آپؐ نے مسجد نبویؐ کی تعمیر کے بعد اپنا گھر بنانے سے پہلے سوق المدینۃ (مدینہ مارکیٹ) قائم کی اور تجارت پر یہودیوں کی اجارہ داری اور استحصال کے خلاف عملی اقدام کر کے گویا اس بات کا اعلان کیا کہ معاشرے کی خوش حالی کے لیے رزقِ حلال کی طلب اور معاشی سرگرمی میں حصّہ داری ضروری ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا: اَلْجَالِبُ إِلٰى سُوْقِنَا كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ (المستدرک للحاکم، کتاب البیوع، حدیث:۲۱۰۹)، جو ہماری مارکیٹ میں خرید وفروخت کرے گا، وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مدینہ مارکیٹ، سیرتِ نبویؐ کا ایک گم نام گوشہ ہے جس کی تفصیلات ہمارے علما وفضلا کو جاننے کی ضرورت ہے۔ (عالمی ترجمان القرآن، مارچ ۲۰۱۹ء)

مدینہ منورہ میں صحابہ کرامؓ کا مشغلہ کیا تھا؟ کچھ صحابہ اصحابِ صفہ میں سے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہوتے تھے، لیکن اکثر مہاجرین بازاروں میں مشغول اور انصار کھیتوں میں کام کرتے تھے۔ عشرہ مبشرہ میں سے تمام ہی اصحاب تاجر پیشہ تھے۔ تاہم، ان میں سے چار صحابہ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کی دولت کا اندازہ کیا جائے تو اس کا مقابلہ موجودہ دور کے بہت دولت مندوں سے کیا جاسکتا ہے۔

اکیسویں صدی کی موجودہ دُنیا میں معاشی ترقی کا دارومدار صرف قدرتی وسائل کی کثرت پر

نہیں بلکہ انسانوں کی فکری اُپج (Creativity)، فنی ایجادات (Technical Innovation)، ہنرمندی (Skill Development) اور کاروبار کی آزادی پر ہے۔ مثال کے طور پر جاپان میں کاشت کاری کے لیے زمین موجود نہیں ہے تو وہ چھوٹے بڑے جہازوں میں اپنی غذا اُگانے کی کامیاب کوشش کر رہے ہیں۔ آج سرمایہ کاری کے لیے دُنیا بھر میں انٹرنیٹ کے ذریعے فعال کاروباری منصوبوں کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے سرمایہ حاصل کیا جا رہا ہے، جسے Crowd Funding کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

کاروبار میں مسابقت کی دوڑ برپا ہے۔ جو دل کش اور آسان تکنیک یا مصنوعات کو نئے انداز اور بہتر فائدہ مندی کی صورت میں مارکیٹ میں نہیں لاتا، وہ پیچھے رہ جاتا ہے۔ بیہقی اور مسند ابی یعلٰی کی حدیث ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اِذَا عَمِلَ اَحَدُکُمْ عَمَلًا اَنْ یُّتْقِنَہٗ (بیہقی، شعب الایمان، حدیث: ۵۰۶۳)''اللہ کو پسند ہے کہ جب آپ میں سے کوئی کام کرے تو اسے کمال کے ساتھ کرے''۔ اس طرح ایک مسلمان تاجر اپنی مصنوعات بہترین طریقے سے تیار کرتا ہے تو ایک طرف مارکیٹ میں اس کے ذریعے مسابقت ہی نہیں کرتا بلکہ ہدایت نبویؐ کی تعمیل بھی کرتا ہے۔ بعض اوقات تاجر کچھ نئے طریقہ اور نئے انداز سے ایسی پیداوار (Product) اپنی مہارت سے پیدا کر دیتے ہیں کہ اس میں ویلیو ایڈ (Value add) ہو کر ایسی چیز تیار ہو جاتی ہے کہ جو مارکیٹ میں نئی ہوتی ہے اور اس کی مانگ بھی۔

آج کل انٹرنیٹ پر ینورشپ کے نام کا بڑا چرچا ہے، جس کی طرف بھی ہمارے علما و فضلا کی توجہ ہونی چاہیے۔ جو دراصل نئے کاروبار کو شروع کرنے کا دوسرا نام ہے۔ یہ اپنی اختراع سے نئی مصنوعات یا نئے انداز کی سروسز کے طور طریقوں کو رائج کرنا، خطرات کا سامنا کرنا، اس کی توسیع و ترقی کے لیے نئے مواقع تلاش کرنا اور پیداواری عمل میں ندرت اور مارکیٹنگ کے انداز میں نئے انداز کو اختیار کرنا ہوتا ہے۔

آغازِ کار (Startup) کا نام بھی ہر جگہ لیا جا رہا ہے۔ کاروباری سہولیات فراہم کرنے کے مختلف نجی آن لائن اداروں کی تعداد ۲۰۲۰ء کے اختتام تک ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہو جائے گی۔

ایک اور نئے قسم کا کاروبار جو پوری دنیا میں بڑی تیزی سے اُبھر رہا ہے، وہ حلال بزنس کے نام سے موسوم ہے جو دُنیا بھر میں حلال مہمان نوازی، حلال گوشت، حلال ماکولات و مشروبات،

حلال ادویات، حلال فیشن کی اشیاء (Cosmetics) اور حلال میڈیا اور تفریحات پر مشتمل ہے۔ ان تمام صنعتوں اور تجارتی اداروں میں شریعۃ سرٹیفکیٹ دینے کے لیے بھی علما وفضلا کی ضرورت ہے، جنھیں شریعت کے علم کے علاوہ ان کاروباری سرگرمیوں اور مصنوعات کے بارے میں بھی بخوبی آگاہی اور خصوصی علم حاصل ہو۔ یہ حلال انڈسٹریز مستقبل قریب میں اربوں ڈالر کے کاروبار پر مشتمل ہوگی، اور دنیا بھر میں شریعت کے جاننے والوں کی مانگ ہوگی۔

تجارت کے پیچ وخم کو سیکھنے، اس میں ماہرانہ کمال حاصل کرنے کے لیے کاروباری انتظامیات، کاروباری مہارتوں، کاروباری حکمت عملیوں کے کورسز میں داخلہ لے کر فارغین مدارس اپنے کیریئر کو شان دار بنا سکتے ہیں اور ملک وملّت کی ترقی میں حصّہ دار بھی۔

• **اسلامی بنکاری اور سرمایہ کاری:** آج ہمارے ہاں بنکاری نظام سود کی بنیادوں پر قائم ہے۔ اسی ماحول میں کوششیں ہورہی ہیں کہ بلاسودی عدل وقسط اور اخلاقی اقدار پر مبنی اسلامی سرمایہ کاری اور بنکاری کا اجرا ہو یا کم از کم بلاسودی دریچے (windows) مروجہ بنکوں میں کھولے جائیں۔ اس قسم کے بنکوں کو صحیح رُخ پر شریعت کے خطوط کے مطابق چلانے کے لیے علمائے کرام اور فضلا کو فقہ المعاملات کے اپنے علم کو موجودہ بنکاری کے قوانین پر انطباق کر کے صحیح رُخ پر چلانا ہوگا۔ اس طرح ان کے آیندہ کے کاموں کا ایک وسیع وعریض میدان سامنے آسکے گا۔ فی الوقت کوآپریٹو سوسائٹیز کے تحت مختلف چھوٹے مالیاتی لین دین (مائیکروفنانس) اور چھوٹے کاروباریوں کے لیے بلاسودی سرمایہ کاری کا کام ہو رہا ہے، اس میں بھی فارغین مدارس کے لیے مواقع فراہم ہیں۔

سرمایہ کاری کے لیے جوائنٹ اسٹاک کی کمپنیاں ہیں، جن میں شریعت کے دائرے میں آنے والے اسٹاکس کی نشان دہی کے لیے افراد اور اداروں کی ضرورت ہے۔ اسٹاک کی مارکیٹ میں نفع مندی کے ساتھ ہی شریعت کے اخلاقی اقدار پر پورے اُترنے والے اسٹاکس کی جانچ کا کام کرنے کے لیے شریعت کے اُمور ومسائل سے واقفیت کے حامل فارغین مدارس کی ضرورت ہے۔

اسی طرح روایتی انشورنس کے بجائے تعاونی اور اسلامی اصولوں پر مبنی انشورنس، یعنی تکافل کا بھی ایک میدان ہے اور بڑے بڑے تعمیراتی، تجارتی اور صنعتی ڈھانچوں کی تشکیل وتعمیر کے

لیے صکوک (Sukuk) کے اجرا اور اُن کی مسلسل نگہبانی کے لیے شریعہ اسکالرز درکار ہیں، جو فارغین مدارس ہی ہوسکتے ہیں۔جنھیں ملک اور بیرونِ ملک جا کر جدید سرمایہ کاری کے ان مختلف کورسوں میں داخلہ لے کر تخصص (Specialisation) حاصل کر کے انھیں صحیح خطوط پر قائم کرنا اور باقی و برقرار رکھنا ہے۔آج بھی اس کی ضرورت ہے اور مستقبل قریب میں نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ پوری دنیا میں اس کے بہترین مواقع فارغین مدارس کو حاصل ہوں گے۔

آج مارکیٹ میں بہت ساری 'پونزی اسکیمیں' (Ponzi Schemes)، یعنی دھوکا دہی اور فراڈ پر مبنی اسکیمیں، اسلامی سرمایہ کاری کے خوش نما ناموں سے بہت تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں اور مارکیٹ کے معروف نفع کی شرح سے بہت زیادہ رقم ان سرمایہ کاروں (investors) کو دے رہی ہیں۔معلوم ہوا کہ اس دھندے کی پشت پناہی بھی بعض علمائے کرام کر رہے ہیں اور فضلا و فارغین مدارس بھی بڑے پیمانے پر اس میں اپنا سرمایہ لگا رہے ہیں، جو دراصل ایک کھلے دھوکے کا سودا ہے۔اس میں اسکیم چلانے والے اپنے سرمایہ کاروں کو منافع نئے سرمایہ کاریوں کے سرمایہ سے دیتے ہیں نہ کہ ان لوگوں کی اصل سرمایہ کاری کے حقیقی نفع سے۔اگر علما وفضلا تجارت اور سرمایہ کاری کے اسلامی اصولوں اور ضوابط سے کماحقہٗ واقف ہوں گے، اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کے طریقوں سے آگاہ ہوں گے، تو ان 'پونزی اسکیموں' کا پول کھل جائے گا اور شاطر افراد لوگوں کو بے وقوف بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔اور لوگ حلال اور طیب تجارتوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔

آخر میں یہ بات عرض کرنی ہے کہ ان تینوں: اُمورِ زکوٰۃ کے اجتماعی نظم، تجارت وانٹرپرینورشپ اور اسلامی سرمایہ کاری اور بنکاری میں جہاں مرد علما و فارغین کو بھرپور حصّہ لینا ہے، اور اس کے لیے خصوصی تعلیم و تربیت کے ذریعے اپنا کردار ادا کرنا ہے، وہیں عالمہ اور فاضلہ خواتین بھی شریعت کے حدود میں رہ کر اپنا کردار ادا کرسکتی ہیں۔انھیں بھی معاشی ترقی کے لیے تجارت اور سرمایہ کاری کے میدان میں آگے بڑھنا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔جس کے لیے اُم المومنین حضرت خدیجہؓ اور نبی کریمؐ کے قائم کردہ مدینہ مارکیٹ میں خواتین تاجروں کی موجودگی اور ان کے کاموں کی نگرانی کے لیے خواتین محاسبوں کا تقرر مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔کیا ہم صرف 'خواتین کے لیے خصوصی مارکیٹ' اور گھر بیٹھے نظامِ کار کے مراکز قائم کر کے اس کا آغاز کرسکتے ہیں؟